حرمین شریفین اور ان کی بہاریں

تحریر: جناب میاں محمد جمیل سابق ناظم مرکزیہ و پرنسپل ابوھریرہ اکیڈمی لاہور

مکہ مکرمہ کی فضیلت

یہ وادی قدس جلالت وعظمت رفعت و بلندی اور علو مرتبت کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ یہ دنیا و جہاں کی تمام بستیوں، قصبوں اور شہروں میں نرالی حیثیت کی حامل ہے یہ ایسی نگری ہے جس میں داخل ہونے والے کو قرار اور سکون میسر ہوتا ہے۔ اس کی ہواؤں اور فضاؤں میں خالق کائنات نے طمانیت قلب کیلئے وہ سامان پیدا فرمایا ہے جو دنیا میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ اس کا یوں تذکرہ کیا گیا ہے۔ ﴿ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا و ھدی للعلمین﴾ (آل عمران:96) ''یقیناً لوگوں کیلئے پہلی عبادت گاہ مکہ میں بنائی گئی۔ اس میں بڑی برکت دی گئی اور اس کو ہدایت کا ذریعہ بنایا گیا''

یہی وہ شہر مقدس ہے جس کی رب ذوالجلال نے قسمیں اٹھائی ہیں۔ ﴿والتین والزیتون و طور سینین و ھذا البلد الامین﴾ (التین: 1، 2، 3) ''قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس پر امن شہر (مکہ) کی''۔

﴿لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد﴾ (البلد: 2،1) ''میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اس حال میں کہ اس شہر میں آپ اتریں گے''۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے مختلف موقعوں پر اس شہر محترم کی عزت و حرمت اور تکریم و تعظیم بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ قیامت تک کیلئے اس شہر کی سرزمین اور گلی کوچوں کو جائے امن قرار دیا گیا ہے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے احترام و اکرام میں خلل اندازی کرے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اب ہجرت کی ضرورت نہیں۔ لیکن جہاد اور نیت ضرور ہے۔ جب تمہیں جہاد کیلئے کہا جائے چل نکلو۔

شہر امن:

فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے یہ بھی اعلان فرمایا: اس شہر مکہ کو اللہ نے اسی دن سے محترم بنایا ہے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کا ادب و احترام قیامت تک کیلئے واجب ہے۔ مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو یہاں قتال کی اجازت نہیں دی اور مجھے بھی صرف تھوڑے وقت کیلئے اجازت ملی تھی۔ (آپؐ نے فتح

مکہ کے دن تین چار قومی اور ملی مجرموں کو قتل کرنے کے سوا سب کو معاف کر دیا تھا) اب وہ وقت گزر جانے کے بعد قیامت تک کیلئے یہاں جنگ وجدال یا کوئی ایسی حرکت جس سے حرم محترم کی بے حرمتی ہوتی ہو جائز نہیں۔اس مخصوص علاقہ کے خاردار درخت بھی نہ کاٹے جائیں۔ یہاں کے جانور کو بھی پریشان نہ کیا جائے۔کوئی گری چیز کو نہ اٹھائے سوائے اس کے جو اس کے مالک کو جانتا ہو (یا ذمہ دار کے حوالے کرنے کیلئے) یہاں کی گھاس بھی نہ اکھاڑی جائے اس پر حضرت عباسؓ بولے کہ آپ اذخر گھاس کی اجازت دیں کیونکہ یہاں کی صنعت اور گھروں میں کام آتی ہے۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس گھاس کو مستثنیٰ قرار دے دیا۔﴿من دخله كان امنا﴾ (آل عمران:97) جو اس میں داخل ہوا وہ مامون ہو گیا۔

(عن جابر قال سمعت النبی ﷺ لا يحل لاحد ان يحمل بمكة السلاح) "حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کسی مسلم کیلئے جائز نہیں کہ وہ مکہ میں ہتھیار اٹھائے"۔(بخاری ومسلم)

(عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ لمكة ما اطيبک من بلد واحبک الی و لو لا ان قومی اخر جونی منک ماسکنت غیرک) "ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے مکہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تو کس قدر پاکیزہ اور دل پسند شہر ہے اور تو مجھے کتنا عزیز ہے۔اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تجھے چھوڑ کر کسی بستی میں رہنے کیلئے تیار نہ تھا"۔(مسلم)

تاریخ کعبة الله:

﴿**ان اول بيت و ضع للناس للذى ببكة مباركاً و هدى للعلمين**﴾ (آل عمران:96)

"بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کیلئے تعمیر ہوئی وہ مکہ مکرمہ ہے اس کو خیر وبرکت دی گئی ہے اور اہل دنیا کیلئے مرکز ہدایت بنایا گیا ہے"

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح جامع صحیح بخاری میں ایک روایت ذکر کی ہے جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بیت اللہ کی سب سے پہلی اساس حضرت آدمؑ کے ہاتھوں رکھی گئی اور اللہ کے فرشتوں نے پھر اس جگہ کی نشاندہی کروائی جسے طوفان نوحؑ اور ہزاروں سال کے حوادث نے اس کو بے نشان کر دیا۔دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر الہ کا البتہ کچھ آثار باقی تھے جیسا کہ آپ چند سطور کے بعد صحیح بخاری کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں گے یہی وہ مقام بنیاد ہے جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے:﴿**و اذ بوانا لا براهيم مكان البيت ان لا تشرک بی شيئا و طهر بيتى للطائفين و القائمين والركع السجود**﴾ (الحج:26)"وہ وقت یاد کیجیے جب ہم نے حضرت ابراہیمؑ کیلئے اس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی۔(اس ہدایت کے ساتھ) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ

کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے پاک صاف رکھنا''۔ اور یہی وہ جگہ ہے جس کا ذکر حضرت خلیلؑ نے ہاجرہؑ اور اسماعیلؑ کو یہاں چھوڑتے وقت فرمایا تھا: ﴿ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ﴾ (ابراھیم: 37) ''اے ہمارے رب! میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے''۔

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا الٰہ کا   خلیلؑ ایک معمار تھا جس بناء کا

حضرت ابراہیمؑ نے تبلیغ دین حنیف کیلئے اردن شام اور حجاز مقدس کو پیغام حق کا مرکز قرار دیا تھا اور گاہے گاہے ان مراکز کا دورہ کرتے اور ہدایات و ارشادات فرماتے رہتے تھے۔ اس طرح آپ حسب معمول بحکم الٰہی حضرت ہاجرہؑ اور جناب اسماعیلؑ کی خبر گیری کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اسی اثناء میں تعمیر کعبۃ اللہ کا حکم ہوا جیسا کہ نبی رحمت ﷺ کی زبان اطہر سے بخاری میں تفصیل موجود ہے:

ترجمہ: پھر جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا حضرت ابراہیمؑ اپنے ملک (فلسطین) میں ٹھہرے رہے اس کے بعد جب اسماعیلؑ کے پاس تشریف لائے تو اسماعیلؑ زمزم کے پاس ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر تیر ٹھیک ٹھاک کر رہے تھے۔ جب اسماعیلؑ نے اپنے والد مکرم و محترم کو دیکھا تو اٹھ کر استقبال کیا چنانچہ دونوں اس طرح ملے جس طرح باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے ملتا ہے پھر فرمانے لگے بیٹا اسماعیل مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس اونچی جگہ پر بیت اللہ کو تعمیر کروں اسماعیلؑ نے عرض کی میں حاضر خدمت ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس جگہ حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے بنیادیں اٹھائیں۔ اسماعیلؑ پتھر لاتے جا رہے تھے اور حضرت ابراہیمؑ تعمیر فرما رہے تھے۔ جب دیواریں اونچی ہو گئیں (یعنی زمین پر کھڑے ہو کر پتھر لگانا مشکل ہو گیا) تو جبرائیلؑ یہ پتھر لے کر آئے جس کو مقام ابراہیمؑ کہا جاتا ہے حضرت ابراہیمؑ نے اس پتھر پر چڑھ کر کعبہ کی تکمیل و تعمیر فرمائی اور اسماعیلؑ معاونت کرتے رہے اس پورے واقعہ کو قرآن مجید نے یوں ذکر فرمایا ہے

﴿ و اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسماعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ﴾ (البقرہ: 127) ''اور یاد کرو جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ (بیت اللہ) کی دیواریں اٹھا رہے تھے تو دعا کرتے جاتے تھے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم سے یہ خدمت قبول فرما لے تو سب کی سننے اور جاننے والا ہے''۔

کعبۃ اللہ کی عظمت و فضیلت:

اس جہان رنگ و بو میں بے شمار عمارات و محلات خوبصورت سے خوبصورت ترین موجود ہیں جن کے حسن و جمال میں اضافہ کرنے کیلئے لاکھوں کروڑوں اربوں روپے لگائے گئے اور خرچ کئے جا رہے ہیں۔ ان کو دیکھو تو عقل انسانی

دنگ رہ جاتی ہے۔لیکن کوئی ایسی جگہ یا عمارت نہیں جس کے دیدار کو اہل جہان کیلئے لازم قرار دیا گیا ہو اور جس کیلئے اتنی دنیا کے دل تڑپتے ہوں ۔ یہ اکرام و مقام صرف ایک عمارت کو نصیب ہوا جس کو عام پتھروں سے اٹھایا گیا۔ اللہ رب العزت نے اس کو بیت اللہ قرار دیا۔

مرکز ملت اسلامیہ:

اسے قبلہ بنا کر ملت اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا گیا ہے تا کہ جس طرح ان کے احساسات وجذبات کا رخ ایک ہی طرح ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف اسی طرح ان کا جسمانی زاویہ بھی ایک ہی رخ اختیار کرے تا کہ ملت کی مرکزیت قائم رہ سکے۔ ﴿ ان اول بیت و ضع للناس للذی ببکة مبار کا و هدی للعلمین﴾ (آل عمران:96)
"یقیناً لوگوں کیلئے جو پہلا گھر بنایا گیا وہ مکہ میں ہے۔اس میں برکت اور ذریعہ راہنمائی ہے اہل جہاں کیلئے"۔

کعبة اللہ کی برکت:

جو اس گھر میں داخل ہوا نہ صرف وہی امن والا ہوا بلکہ اس گھر کی بدولت پورا علاقہ امن وسلامتی کا گہوارہ قرار پایا اور اس کے رہائشیوں کیلئے ہر چیز کو بابرکت بنادیا۔﴿لا یلف قریش ،ایلفهم رحلة الشتاء و الصیف فلیعبدوا رب هذا البیت الذی اطعمهم من جوع و آمنهم من خوف﴾ (سورۃ قریش)"چونکہ قریش سردی اور گرمی کے سفروں سے مانوس ہوئے لہٰذا ان کو چاہئے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا"۔اس گھر کی زیارت سے مومنوں کے قلوب واذھان منور ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی نیکیوں میں بیش بہا اضافہ ہو جاتا ہے۔جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے یہاں ایک نماز پڑھی اس کو ایک لاکھ نماز کا ثواب ملے گا۔

تکمیل کعبة اللہ کے بعد ذمہ داریاں:

﴿ و عهدنا الی ابراهیم و اسماعیل ان طهرا بیتی للطائفین و العکفین والرکع السجود﴾ (البقرہ:125) "ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو حکم دیا کہ میرے گھر (کعبہ) کو طواف واعتکاف اور رکوع وسجود کرنے والوں کیلئے پاک رکھیں"۔ پاک وصاف رکھنے کا صرف یہی معنی نہیں کہ اس کو کوڑے کرکٹ سے پاک وصاف رکھا جائے بلکہ اس کے ساتھ اصل صفائی تو یہ ہے کہ اس کو شرک کی گندگی سے محفوظ رکھا جائے جیسا کہ قرآن مجید کے دوسرے مقام میں واضح ارشاد موجود ہے کہ مشرک کو حرم میں داخل ہونے نہ دیا جائے کیونکہ شرک روحانی طور پر پراگندہ اور پلید ہوتا ہے:

﴿ یا ایها الذین آمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ (التوبہ:17)"اے ایمان لانے والو! مشرکین ناپاک ہیں اس سال کے بعد یہ مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں"

﴿ ما کان للمشرکین ان یعمروا مسجد الله شهدین علی انفسهم بالکفر اولئک حبطت اعمالهم و فی النار هم خالدون﴾ (التوبہ:28)" مشرکین کو کوئی حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے خادم بنیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان کے تو سارے اعمال ضائع ہوں گے اور جہنم میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا"۔

حضرت ابراہیمؑ نے دعا مانگی تھی الٰہی مجھے اور میری اولاد کو بتوں سے بچائے رکھنا۔ ﴿ و اذ قال ابراهیم رب اجعل هذا البلد آمنا و اجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام . رب انهن اضللن کثیرا من الناس﴾ (ابراہیم:36,35)"اور جب ابراہیمؑ نے اپنے رب کے حضور دعا کی کہ پروردگار اس شہر کو امن کا شہر بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھنا، یارب اس لئے کہ ان بتوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا ہے"۔ اس لئے نبی اکرمﷺ نے جب مکہ کو فتح کیا تو تمام بتوں کو مسمار کر دیا اور کعبے میں داخل ہو کر ان تصویروں کو مٹایا جو مشرکین نے دیواروں پر ابراہیمؑ کی بنا رکھی تھیں۔

تعمیر کعبہ کے بعد ابراهیمؑ کی دعائیں:

☆ حضرت ابراہیمؑ نے دعا مانگی اے اللہ اس شہر کو امن والا بنا اور اس کے رہائشیوں کو پھلوں کا رزق دینا۔(و اذ قال ابراهیم رب اجعل هذا بلدا آمنا و ارزق اهله من الثمرات)

☆ اے اللہ ہمیں اور ہماری اولاد کو مسلمان رکھنا۔﴿ ربنا و اجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امة مسلمة لک وارنا منا سکنا و تب علینا انک انت التواب الرحیم﴾ (البقرہ:128)"اے ہمارے رب! ہمیں مطیع و فرمانبردار بنا اور ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مطیع و مسلم ہو اور ہمیں حج کے طریقے بتا اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔

☆ اے اللہ! ان میں سے رسول منتخب فرما:﴿ ربنا و ابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم ایتک و یعلمهم الکتب و الحکمة و یزکیهم انک انت العزیز الحکیم﴾ اے ہمارے پروردگار ! ان میں سے ایسا رسول اٹھا جو انہیں میں سے ہو، جو انہیں تیری آیات سنائے ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوار دے تو بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔

☆ الٰهی لوگوں کو ان کا مشتاق بنا دے:

ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد کو بے آب و گیاہ وادی میں تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔ اللہ! یہ میں نے اس لئے کیا ہے تاکہ یہ لوگ نماز قائم کریں۔ لہذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا دے اور اس میں پھل کھانے کو دے شاید یہ شکر گزار ہو جائیں۔ پروردگار! تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ اللہ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں نہ زمین نہ آسمانوں میں۔ شکر اس اللہ کا جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیلؑ اور اسحاقؑ جیسے بیٹے عطا کئے حقیقت یہ ہے کہ میرا رب ضرور دعا سنتا ہے۔ (سورۃ ابراہیم: 37 تا 39)

☆ میرے رب مجھے اور میری اولاد کو نمازی بنا: ﴿رب اجعلنی مقیم الصلوۃ و من ذریتی ربنا و تقبل دعاء﴾ (ابراہیم: 40) ''میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد کو نمازی بنا، اللہ میری دعا قبول فرما''۔

﴿رب اغفرلی و لو الدی و للمو منین یوم یقوم الحساب﴾ ''پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو احتساب کے دن معاف فرما دینا''۔ (ابراہیم)

☆ یاالٰہی دعاؤں کو قبول فرما: ﴿ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم﴾ (البقرہ: 127)
''اے پروردگار! ہم سے سب کچھ قبول فرما یقیناً تو سب کی سننے والا ہے۔ اور سب کچھ جاننے والا ہے''۔

اعلان حج :

جب حضرت خلیلؑ تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے اور رب جلیل کے حضور اپنی مناجات پیش کرلیں تو حکم ہوا اے ابراہیمؑ پہاڑ کے اوپر چڑھ جاؤ اور چاروں طرف اعلان کرو کہ اے لوگو! تمہارے رب کا گھر تیار ہو چکا ہے اس لئے اللہ کے گھر کی زیارت کیلئے حاضر ہو جاؤ۔ ابراہیمؑ عرض کرنے لگے اے اللہ میں کمزور ہوں۔ میری آواز ساری دنیا میں کس طرح پہنچے گی۔ حکم ہوا اے ابراہیمؑ! تیرا کام آواز دینا ہے ہمارا کام پہنچانا ہے۔ ''علیک الاذان علینا البلاغ'' علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے آپ نے ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ کر ندا دی آپؑ کی آواز دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچی۔ یہاں تک کہ جن لوگوں کے مقدر میں حج تھا اور ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی آواز ان کی ماؤں کے رحم تک پہنچا دی۔ ''لوگوں کو حج کیلئے اذن عام دے دو، کہ وہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کیلئے رکھے گئے ہیں اور چند مقرر دنوں میں ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے انہیں بخشے ہیں۔ خود بھی کھائیں اور تنگ دست اور محتاج کو بھی دیں۔ پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں''۔ (القرآن)

مذکورہ ترجمہ آیات سے اور ابراہیمؑ کی دعا ﴿و ارنا مناسکنا﴾ ''ہمارے رب ہمیں حج کے احکامات بتلا دیجئے گا'' سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا میں باقاعدہ اور باضابطہ پہلا حج جناب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے کیا ہے۔ اس لحاظ سے

دنیا میں پہلے حاجی جناب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ ہیں۔

فرضیت حج:

حج چند معین اور مقرر ایام میں اللہ کے دیوانوں اور پروانوں کی طرح اس کے دربار کی حاضری دینے کا نام ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حاضری کے آداب بتلائے اور کر کے دکھلائے۔ یہ حاضری ہر شخص پر واجب ہے جو وہاں پہنچنے کی توفیق واستعداد رکھتا ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ **وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا** ﴾ (آل عمران: 97) ''اور اللہ ہی کیلئے حج کرنا فرض ہے ہر اس شخص پر جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو''۔ یہی بات نبی ﷺ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمائی کہ حج فرض ہے ہر اس آدمی پر (**من ملک زاداً و راحلة تبلغه الی بیت الله**) (ترمذی) ''جو اختیار رکھتا ہو زادراہ اور سواری کا جن کے ذریعے بیت اللہ پہنچ جائے''۔

حج کن پر فرض ہے:

(1) مسلمان (2) مجنون نہ ہو (3) بالغ ہو (4) راستہ پر امن ہو (5) استطاعت یعنی آمد ورفت کیلئے سواری اور حج کے اخراجات، پیچھے اہل وعیال کے اخراجات کا بھی انتظام ہو (6) عورت کیلئے محرم یا شوہر ساتھ ہو۔ البتہ جس عورت کا شوہر یا محرم ساتھ نہ ہو اور حج پر جانے والے اس کے قریبی عزیز واقرباء ہوں اور اس عورت کے خاوند کو ان پر بھروسہ واعتماد ہو تو نسبتاً عمر رسیدہ عورت کو فقہا نے اجازت دی ہے۔

اخلاص:

تمام اعمال کا دارومدار نیت وارادے پر ہے اس لئے حج پر جانے سے پہلے نیت صرف اللہ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: (**انما الاعمال بالنیات و انما لکل امری مانوی**) ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے آدمی جس قسم کا ارادہ کرے ویسا ہی بدلہ پائے گا''۔ اسی طرح ہی حج پر جانے سے پہلے آدمی کو سابقہ گناہوں کی توبہ اور دوسروں کے ساتھ معاملات کو درست کر لینا چاہیے۔

حج اور رزق حلال:

یہ بھی اہتمام ہو کہ حج رزق حلال سے کیا جائے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے سامنے ایک شخص بیت اللہ کے ساتھ چمٹ کر بڑی آہ وزاری کے ساتھ دعائیں مانگ رہا تھا وہ اس قدر زار وقطار سے رو رہا تھا کہ دیکھنے والے کو اس کی حالت زار پر ترس آ رہا تھا۔ صحابہؓ نے اس کی یہ کیفیت دیکھ کر آپ ﷺ سے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ! اس

کی تو کوئی دعا بھی مسترد نہیں ہونی چاہئے تو آپؐ نے فرمایا: (**مطعمه حرام و مشربه حرام و ملبسه حرام فانی یستجاب له**) (مسلم کتاب الزکوۃ) ''اس نے کھایا پیا اور پہنا حرام ہے اس کی دعا کس طرح قبولیت کا شرف پا سکتی ہے''

نیک رفاقت:

بیت اللہ کی زیارت کرنے والا اللہ کے گھر کا مہمان یہ سفر بڑا ہی مبارک اور ہر شخص کے ذاتی و دینی حوالے سے منفرد حیثیت رکھتا ہے اس لئے اس طویل اور صبر آزما سفر میں اچھے ساتھیوں کا انتخاب کرنا چاہئے۔ اگر ہو سکے تو کسی عالم دین کی رفاقت نہایت مفید اور باعث برکت ہوگی۔ کیونکہ بے شمار حجاج کرام ہیں جو لاعلمی کی وجہ سے مناسک حج پورے کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ اس سفر میں یہ احتیاط توحج کے مقاصد کا اہم حصہ ہے کہ اس میں حوصلہ، بردباری اور دوسرے کی خدمت کا جذبہ ہر حال میں انسان کے ذہن میں رہنا چاہئے۔

حج بدل:

جو شخص اس حال میں مرجائے کہ اس نے حج کی نذر مانی ہو یا حج اس پر واجب ہو چکا تھا تو اس کی موت کے بعد لواحقین پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس کے مال سے حج کریں۔ تاہم حج بدل کیلئے ایسے شخص کو بھیجنا چاہیے جو پہلے اس فریضے سے سبکدوش ہو چکا ہو۔ اسی طرح معذور اور مجبور آدمی اپنی طرف سے دوسروں کو حج کروا سکتا ہے۔ چاہے عورت ہو یا مرد حج کرنے والا اسی نیت سے حج ادا کرے گا۔ ایک آدمی نے آپؐ سے عرض کیا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتا ہوں تو آپ ﷺ نے اسے اجازت عنایت فرمائی۔ اسی طرح ایک دوسرا شخص کہہ رہا تھا کہ میں فلاں کی طرف سے حج کرنے چلا ہوں: آپؐ نے اس سے پوچھا کہ تم نے اپنا حج کیا ہوا ہے۔ اس نے نفی میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا پہلے اپنا فرض ادا کرو پھر دوسرے کی طرف سے حج ادا کر سکتے ہو۔

فضلیت حج:

نبی کریم ﷺ سے استفسار کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے: (**عن ابی هريرة رضی الله عنه قال سئل رسول الله ﷺ ای العمل افضل قال ایمان بالله و رسوله ، قیل ثم ماذا قال الجهاد فی سبیل الله ، قیل ثم ماذا قال حج مبرور**)۔ ''جناب ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کونسا عمل افضل ہے۔ ارشاد ہوا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھنے والے نے پوچھا اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے تو ارشاد فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اس نے عرض کیا جہاد کے بعد پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا حج مبرور ایسا حج جو اللہ کی رضا کیلئے اور

سنت کے مطابق کیا جائے یعنی جس میں فسق وفجور نہ ہو"۔

سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے اللہ کے نبی ﷺ نے مزید فضیلت اور افضلیت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا(**من حج فلم یر فث و لم یفسق رجع کیوم و لد ته امه**)۔(بخاری)"جس نے حج کیا شہوانی اور فحش اور گناہوں سے بچا رہا وہ اس طرح پاک صاف ہو گیا جیسا کہ آج ہی اس کی والدہ نے اسے جنم دیا ہو"۔ پھر آپ کا ارشاد ہے "حج مبرور کا صلہ جنت ہی ہو سکتا ہے"۔

حج کا مقصد اور اس کی روح :

دین اسلام کا قلعہ جن برجوں کے حصار اور جن ستونوں پر استوار ہے حج ان ستونوں کو مضبوطی اور ارکان کے اوصاف اپنے وجود میں لئے ہوئے ہے۔ جس طرح ہر چیز کا ایک وجود، ایک روح اور مغز ہوا کرتا ہے اور جس طرح جسم اور روح آپ میں لازم وملزوم ہیں اسی طرح ارکان اسلام اور ان کی روح حج کے ساتھ منسلک کردی گئی ہے۔

دین کی ابتداء ایمان پر استوار کی گئی ہے۔ ایمان کا خمیر اللہ کی توحید کے اقرار اور شرک سے نفرت پر اٹھایا گیا ہے نماز خشیت الٰہی کی اس طرح ترجمان بنتی ہے: ﴿**قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربه فصلی**﴾" جس نے اپنے آپ کو پاک کیا وہ کامیاب ہوا اور پھر اللہ کا ذکر کیا اور نماز ادا کی" ﴿**الذین هم فی صلوتهم خاشعون**﴾(البقرہ) "جو اپنی نمازوں میں خشیت الٰہی اختیار کرتے ہیں"۔

روزہ احساس ہمدری میں ترقی کا کام دیتا ہے اور اس کا حصول تقویٰ قرار دیا گیا ہے۔"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تمہارے آباؤاجداد پر لازم کئے گئے تھے۔ اس لئے کہ تم تقویٰ اختیار کرو"۔

زکوۃ تزکیہ مال وجان کی ضمانت فراہم کرتی ہے: ﴿**الذی یوتی ماله یتزکی**﴾"اس نے اپنا مال خرچ کیا تاکہ وہ پاک صاف ہو جائے" ﴿**خذمن اموا لهم صدقة تطهر هم و تزکیهم بها وصل علیهم ان صلو تک سکن لهم**﴾ "ان سے زکوۃ وصول کیجئے انہیں پاک اور طیب بنایئے اور ان کو دعا دیجئے کیونکہ آپ کی دعائیں ان کیلئے سکون کا خزانہ ہیں"۔

بیت اللہ توحید کا مرکز، امن وامان کا گہوارہ، حج اصلاح انسانیت اور توحید کی اشاعت کا جامع ذریعہ ہے۔

(لبیک اللهم لبیک ، لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک)

﴿و اذ بو انا لا براهیم مکان البیت ان لا تشرک بی شیئا و طهر بیتی للطائفین و

القائمين والركع السجود﴾ (حج) ''اس بات کو یاد رکھئے کہ ہم نے ابراہیمؑ کیلئے بیت اللہ کی جگہ کی نشاندہی کی مقصد یہ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور میرے گھر کو طواف، قیام رکوع وسجود کرنے والوں کیلئے پاک صاف رکھا جائے''۔ یہ حج ہے جو کوئی اللہ کی مقرر کردہ حرمتوں کی عظمت کا اعتراف کرے گا۔ وہ اس کیلئے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے۔ تمہارے لئے یہ جانور حلال کئے گئے ہیں۔ سوائے ان کے وہ حرام ہیں جو تمہیں بتلائے گئے ہیں بتوں سے بچئے جو سراسر گندے اور ناپاک ہیں اور غلط بات (شرک) سے پرہیز کیجئے۔ اور سب سے کٹ کر اللہ ہی کے ہو جایئے جس نے اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا گویا وہ آسمان سے نیچے گر پڑا۔ اس کو پرندے نوچ لیں گے یا آندھیاں اسے گہرے کھڈوں میں پھینک دیں گی۔ (سورہ حج)

شرک ایک ایسا بھاری جرم ہے جو صدقہ وخیرات تہجد ونماز زکوۃ اور روزے حتی کہ انسان کی ایک ایک نیکی کو تباہ وبرباد کر دیتا ہے اس لئے عام انسانوں کے ساتھ انبیاء کرام کو بھی ان الفاظ میں شرک سے سخت اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے: ﴿انه من يشرك بالله فقد حرم الله عليه الجنة و ماواه النار مالظالمين من انصار﴾ (مائدہ) ''جس نے شرک کا ارتکاب کیا اللہ نے اس پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جنت کو حرام ٹھہرایا اور ان کا ٹھکانہ دہکتی آگ ہے۔ مشرکوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا''۔

سورہ انعام میں اٹھارہ پیغمبروں کے اسماء گرامی اور ان کے مرتبہ ومقام کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں انتباہ فرمایا: ﴿ولو اشركوا لحبط عنهم ماكانوا يعملون﴾ (انعام) ''اگر یہ اولوالعزم انبیاء بھی شرک کرتے تو ہم ان کے اعمال کو ضائع کر دیتے''۔

تقوی:

تقویٰ کا جامع مفہوم یہ ہے کہ آدمی گناہوں اور جرائم سے بچنے کے ساتھ ساتھ صرف اس کی خوشنودی کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی اطاعت کے حلقے میں داخل ہو جائے۔ حج اس مقصد کے حصول کا موثر ترین ذریعہ ہے: ﴿الحج اشهر معلومات فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال في الحج و ما تفعلوا من خير يعلمه الله و تزودوا فان خير الزاد التقوىٰ واتقون يا اولي الالباب﴾ (البقرہ) ''حج کے مہینے آپ کو بتلا دیئے گئے ہیں جو شخص ان میں حج ادا کرے وہ فسق وفجور، لڑائی اور جھگڑے سے بچا رہے جو بھی تم خیر کے کام کرو گے اللہ اسے جانتا ہے زاد راہ لیا کرو یہی بہترین تقویٰ ہے۔ اے دانشمندو! میرا ہی تقویٰ اختیار کرو''۔

مدينة الرسول ﷺ:

آپؐ کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ طیبہ کا نام یثرب تھا۔ نبی دو جہاں نے جب اس شہر میں ورود مسعود فرمایا تو اس بستی کا نام مدینۃ الرسولؐ رکھ دیا گیا۔ اس طرح اس نگری کو رسولؐ کا شہر اور مرکز اسلام ہونے کے ساتھ اس کے گلی کوچوں اور بازاروں کو سرور دو عالمؐ اور صحابہؓ کی قدم بوسی کی سعادت اور نبی محترمؐ اور صحابہ کرامؓ کی استراحت گاہ کا شرف حاصل ہے۔

یثرب اپنی آب و ہوا کے اعتبار سے وائرس اور بیماریوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ نبی آخر الزماں ﷺ اور آپ کے رفقائے عالی مرتبت جب ہجرت کر کے اس شہر میں آباد ہو رہے تھے تو ابتدائی ایام میں مدینے کی آب و ہوا نے آنے والے مہمانوں کا بخار اور دیگر بیماریوں کے ساتھ استقبال کیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت بلالؓ اس قدر بیمار ہوئے کہ وہ نیم بے ہوشی کے عالم میں مکہ مکرمہ کے در و دیوار حتیٰ کہ وہاں کی جڑی بوٹیوں اور گھاس کا نام لے کر اظہار غم کیا کرتے تھے۔ نبی اکرمؐ کو جب صحابہ کرامؓ کے درد و غم کی مسلسل خبریں آئیں تو آپؐ نے کفار کیلئے ان الفاظ میں بددعا اور مدینے کی آب و ہوا کی تبدیلی کے سلسلے میں یہ دعا کی تھی:

''اے اللہ! فلاں بن فلاں کو ہلاکت و بربادی سے دوچار فرما، جنہوں نے ہمیں کائنات کے طیب و پاک شہر سے نکال کر یثرب جیسے بے لطف بستی میں آنے پر مجبور کیا''۔ اس کے ساتھ آپؐ نے یہ بددعا بھی کی: ''اے ارض و سماء کے مالک مدینے کی بیماریوں کو جحفہ یا فلاں علاقے میں لے جایئے'' اور شہر مدینہ کیلئے میں وہی دعا کرتا ہوں۔ جو ہزاروں سال پہلے تیرے بندے اور رسول حضرت ابراہیمؑ نے مکہ معظّمہ کیلئے کی تھی: ''اے پروردگار! مدینے کی فضاؤں کو خوشگوار، اس کی آمدنی میں برکت اور اس کے گلی کوچوں میں امن و سکون پیدا فرما''۔ پھر آپؐ نے اس کی وسعتوں میں اضافہ کرتے ہوئے عیر اور ثور نامی پہاڑوں کا نام لے کر دعا کی ''الٰہی ان کے درمیان مدینے کی زمین کو اپنی رحمتوں سے رونق افروز فرما''۔

(ان ابراهيم حرم مكة و انى حرمت المدينة مابين لا بتيها لا يقطع عضا هها و لا يصاد صيدها) '' ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں ان دو پہاڑوں (عیر و ثور) کے درمیان اس قطعہ ارض کو حرم قرار دیتا ہوں۔ اس لئے نہ اس کے درختوں کو کاٹا جائے اور نہ ہی یہاں شکار کرنے کی اجازت ہوگی''۔

مسجد رسول ﷺ:

اللہ کی بنائی ہوئی وسیع و عریض زمین پر تین ہی مقدس مقامات ہیں جن کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ ان کی زیارت کیلئے جانے والا اللہ کے حضور اجر و ثواب پائے گا۔ ان میں دوسرا مقدس مقام مرکز اسلام یعنی آپؐ کی مسجد مبارک ہے۔ اس کی فضیلت و منقبت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے: ''اس میں ایک نماز ادا کرنے والے کو ایک ہزار کے برابر اجر ملے گا''۔ اس کے ایک کونے میں آپؐ کا روضہ اطہر اور آپ ﷺ کے ساتھ صدیقؓ و فاروقؓ آرام فرما

رہے ہیں۔ جو محشر کے دن ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔

روضۃ الرسول ﷺ:

کوئی پتھر دل اور سیاہ قلب منکر رسول ﷺ ہی ہوسکتا ہے جو دور دراز کا سفر کرتے ہوئے آپ ﷺ کی مسجد میں حاضری دے لیکن آپ ﷺ کی قبر پاک پر جانے کا ذوق نہ رکھتا ہو۔ جبکہ مسلمانوں کے عام قبرستان میں آپ ﷺ نے جانے کی تلقین فرمائی ہے۔ تاکہ انسانوں کو موت یاد آسکے کیونکہ قبرستان آدمی کیلئے جائے عبرت کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں جنت البقیع (صحابہؓ کا قبرستان) جایا کرتے تھے۔ یہ تو سرور دو جہاں محسن انسانیت اور اس رحیم و کریم ہستی عظیم کی آرام گاہ ہے جنہوں نے انسانیت کی ہدایت کیلئے وہ دکھ اور تکالیف اٹھائیں جس سے رہتی دنیا تک کسی کو واسطہ نہیں پڑے گا۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپؐ کے دست و بازو مشیر و وزیر وہ عظیم خلفاء آسودہ حال ہیں جنہوں نے دین اسلام کے پرچم کو دنیا میں سب سے زیادہ بلند و بالا کیا تھا۔ اس لئے یہاں پہنچ کر دل کی اتھاہ گہرائیوں اور ان کے امت پر ہونے والے احسانات اور خدمات کو یاد کر کے نہایت ہی والہانہ اور پرسوز انداز میں درود اور دعا کرنی چاہئے۔

لیکن اس بات کا ہر لمحہ خیال رہے آپؐ اور صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کو مصائب و آلام میں مبتلا کر کے جس شرک و بدعت کا قلع قمع کیا تھا ان کی حوصلہ افزائی یا رواج دنیا کی غیرت دینی اور شریعت کے سراسر خلاف ہے۔ اسی کے پیش نظر آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا تھا (**لعن اللہ الیھود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجد ، اللھم لا تجعل قبری و ثنا یعبد**) "اللہ یہود و نصاریٰ پر پھٹکار کرے انہوں نے محبت و عقیدت میں آکر اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ اے اللہ! میری قبر پر ایسا نہ ہونے دیجئے کہ آنے والے یہاں عبادت کا انداز اختیار کر لیں"۔ اس لئے روضہ رسول کی جالیوں کو چومنا یا اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا یا ایسی کوئی حرکت بھی جائز نہیں ہے۔

مسجد قباء:

یہ وہ مسجد ہے جس کو اسلام کی پہلی مسجد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ نبی محترم ﷺ جب مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو پہلے آپ ﷺ نے مدینے سے تقریباً تین میل دور اس کے مضافات میں اندازاً چوبیس دن قیام فرمایا۔ یہاں آپ کا تاریخ ساز اور شاندار استقبال کیا گیا۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے وقت مدینے کے لوگ مکے والوں کا پروپیگنڈہ سن کر اس قدر خوفزدہ تھے کہ وہ سمجھتے تھے جونہی آپ ﷺ ہمارے شہر میں آئیں گے مدینے کے گلی کوچے کشت و خون سے لالہ زار ہو جائیں گے مگر دنیا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ آپ ﷺ نے پہلے خطاب میں محبت کا پیغام عام اس طرح دیا (**ایھا الناس افشوا السلام و اطعموا الطعام و صلوا الارحام صلوا باللیل و الناس نیام**

تدخل الجنة بسلام) ''لوگو! اسلام کی اشاعت کیلئے سرگرم عمل ہوتے ہوئے محبت کا پیغام دیجئے غربت وافلاس کے مارے ہوئے لوگوں کے کھانے پینے کا اہتمام کیجئے، انسانی رشتوں کا احترام اور جب لوگ سو رہے ہوں تو رب کی بارگاہ میں نماز ادا کیجئے اس طرح آپ اللہ کی جنت میں داخل ہو پائیں گے''۔

اپنی تشریف آوری کے تیسرے دن آپ ﷺ نے مسجد قباء کی بنیاد رکھی اور مدینہ میں قیام کے باوجود آپ ﷺ مسلسل لوگوں سے رابطہ اور اس کی دیکھ بھال کیلئے تشریف لاتے اور دو رکعت نماز ادا کرتے اور لوگوں کو فرمایا ''جو مسجد قباء میں دو نفل ادا کرے اس کو عمرے کے برابر ثواب ملے گا''۔ (ترمذی) (عن ابن عمرؓ قال کان النبی یاتی کل سبت ماشیا اور اکبا فیصلی فیه رکعتین) (مشکوۃ) ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پیدل یا سوار مسجد قباء تشریف لاتے اور اس میں دو رکعت نماز ادا کرتے''۔

مسجد قبا کی تعریف میں قرآن مجید نے یہ انداز اختیار فرمایا ہے ﴿ مسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیه فیه رجال یحبون ان یتطهروا والله یحب المطهرین﴾ '' اس مسجد (قبا) کی بنیاد ہی تقویٰ پر اٹھائی گئی ہے حق یہ ہے کہ آپ ﷺ وہاں نماز ادا کریں وہاں کے نمازی بڑے ہی پاک باز ہیں اور اللہ پاک بازوں کو پسند فرماتا ہے''۔

جنت البقیع:

مدینہ کی سرزمین پر کچھ زیارات ایسی ہیں جہاں اس نیت وارادے کے ساتھ جانا کہ وہاں سے ایمان میں حلاوت، طبیعت میں ذوق اور نگاہ عبرت کشادہ ہو جائے اس کیلئے پہلی عبرت گاہ جنت البقیع وہ قبرستان ہے جس میں دس ہزار صحابہ کرامؓ اور امام مالکؒ جیسی ہستیاں آرام کر رہی ہیں۔ نبی محترم ﷺ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں آدھی رات کے وقت کسی کو بتلائے بغیر اچانک اس قبرستان میں پہنچ کر اس طرح پرسوز انداز میں دعا کر رہے تھے۔ جیسے کوئی اپنے جگر گوشوں کیلئے الوداع کہتا ہے اس لئے بدعات سے اجتناب کرتے ہوئے یہاں پہنچ کر دعا کرنا آپ ﷺ کی سنت ہے۔

مسجد قبلتین:

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق صرف تین ہی مقامات ایسے ہیں جہاں آنے جانے کا ثواب قدم قدم پر نیکی اور اس راہ میں گزرنے والے لمحات اپنے دامن میں اجر وثواب لئے ہوئے ہیں۔ مگر اس کا معنی یہ نہیں کہ آپ دوسرے کسی تاریخی یا عبرت انگیز مقام پر نہیں جا سکتے۔ یعنی آپ ﷺ کے ارشاد کا یہ مفہوم لینا چاہئے کہ ان کے علاوہ آدمی جہاں کہیں چلا جائے گا اس کو اس دورانیے کا اس طرح اجر وثواب نہیں ملے گا جو ان تین مقدس مقامات کے سفر میں حاصل ہوتا ہے۔ ایمان

کی جلا بخشی، تاریخی وجغرافیائی مطالعہ اور سبق آموزی کیلئے کسی مقام پر جانا گناہ نہیں بلکہ قرآن کے حکم کے عین مطابق ہے بشرطیکہ وہاں جانے والا شریعت کے منافی کوئی حرکت نہ کرے۔ ﴿ قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة المکذبین﴾ " حکم دیجئے! لوگو اللہ کے احکامات کو جھٹلانے والوں کا انجام دیکھنے کیلئے ان کے مقامات پر تمہیں ضرور گزرنا چاہئے جس طرح جائے عبرت کو خوف خداوندی کیلئے دیکھنا ہے"۔ اسی فکر ونظر کے ساتھ تاریخ کی تازگی اور ایمان کے اضافے کیلئے کسی مقام کی زیارت گناہ کی بات نہیں کیونکہ حصول علم اور نگاہ عبرت کی کشادگی کیلئے تاریخی اور جغرافیائی مطالعہ ہمیشہ مسلمہ رہا ہے۔ اس بنا پر مسجد قبلتین کی زیارت کرنا کہ یہ وہ مسجد مبارک ہے جس کے نمازیوں نے سمع واطاعت کی نادر مثال قائم کی تھی۔

حق و باطل کی رزم گاھیں:

جذبات محبت اور غیرت اسلام کے پیش نظر مسلمان بدر واحد کے میدانوں پر ہونے والے حق و باطل کے معرکوں کا جغرافیائی اور نظریاتی نقشہ دیکھنا چاہئے تا کہ وہ اپنے خون غیرت میں اضافہ کرے یہ وہ رزم گاہیں ہیں جہاں مجاہدین اسلام نے جرات وبہادری کے وہ کارنامے دکھلائے جن کو سن کر دنیا آج بھی انگشت بدنداں ہو جاتی ہے۔ یہیں تو شیر اسلام حضرت حمزہؓ تاریخ کے اوراق میں کفار کو للکارتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہی وہ مورچے ہیں جہاں جب ایک مجاہد کو حلق پر تیر لگا تو وہ یہ کہتے ہوئے جنت کے دروازے پر گر پڑا تھا کہ اللہ کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا۔ یہ میدان احد ہے جس میں دختران اسلام زخمی مجاہدین کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کرتے ہوئے دکھائی دیتی ہیں۔ وہ مقام بھی تو یہیں واقع ہے کہ جب ابوسفیان نے لشکر کفر کے سربراہ ہونے کے حوالے سے اپنی عارضی اور جز وقتی کامیابی پر اتراتے ہوئے یہ نعرے بلند کئے تھے کہ: " اعل حبل" آج حبل (بت) پہلے سے زیادہ بلند و بالا ہوا جا رہا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے اس شرکیہ نعرے کے مقابلے میں اپنے قریب ہونے والے ساتھیوں کو فرمایا تھا خاموش کیوں ہو فوراً جواب دیجئے۔

(الله اعلی و اجل) اللہ ہی سب سے بلند و بالا اور جلالت وجبروت کا مالک ہے۔ تاریخ کی روشنی سے اب بھی معوذؓ اور معاذؓ ابوجہل کو جہنم میں دھکیلتے نظر آتے ہیں۔ یہی وہ سرزمین ہے جس پر اسلام کے عظیم جرنیل نبیؑ کے انتہا درجے کے جانثار سپاہی سعد بن ربیعہؓ زندگی کے آخری الفاظ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ: اے جینے والو! نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں میرا سلام پیش کرنا اور میرے قبیلے کے جوانوں کو میرا یہ پیغام دینا کہ تمہارے ہوتے ہوئے اگر آپ ﷺ کی ذات اطہر کو کوئی نقصان پہنچا تو قیامت کے دن کیا منہ دکھاؤ گے۔ ان جذبات اور نظریات کو تازہ کرنے کیلئے اگر کوئی وہاں جا رہا ہے تو اسے کسی حال میں روکنا مناسب نہ ہوگا۔ کیونکہ حکم ہے ﴿ فاعتبروا یا اولی الابصار﴾ "لوگو! ان واقعات کو نگاہ عبرت سے دیکھا کرو"۔